International Journal of Islamic Studies & Culture
http://ijisc.com.pk/index.php/IJISC/issue/view/192
(Volume.3, Issue.4 (2023)
(October - December)
ISSN- 2709-3905
PISSN2709-3891

Prose Works of Mirza Ghalib. Research Analysis

مرزاغالب کی نثری تخلیقات۔ تحقیقی تجزیہ

عظمیٰ نورین

محسن خالد محسنؔ

ڈاکٹر ساجد محمود

شعبہ اُردو(گورنمنٹ ویمن یونی ورسٹی، سیالکوٹ)uzmanoreengcwus@gmail.com

شعبہ اردو(گورنمنٹ ایسوی ایٹ کالج، لاہور) mohsinkhalid53@gmail.com

شعبہ اردو(یونی ورسٹی آف سینٹرل پنجاب، سیالکوٹ کیمپس)darsajidmahmood@gmail.com

Abstract

This paper contains a research analysis of Mirza Ghalib's prose works. In this paper, the introductory analysis of all the works of Mirza Ghalib has been done in a reliable way, which will facilitate the reader and critic of Urdu literature in their understanding of Ghalib's thought. This paper also discusses the editing stages of Mirza Ghalib's letters, which makes it easy to form an opinion about the literary, social, civilizational, and historical importance of Ghalib's letters. This paper is an analytical attempt to bring the capital of Mirza Ghalib's prose works to the readers and critics of Urdu literature.

Key words: Mirza Ghalib, Subcontinent, Khutsha-e Ghalib. Dastbo, Ghadar, War of Independence, British Empire, Muslims, India, Persian Literature, Iranian Culture, Epistles, Mughal Empire

خلاصہ: یہ مقالہ مرزاغالب کی نثری تخلیقات کے تحقیقی تجزیئے پر مشتمل ہے۔اس مقالہ میں مرزاغالب کی جملہ تصنیفات کا تعارفی تجزیہ تحقیق اندار میں بہ اعتبار سنین کیا گیا ہے جس سے غالب کی تخلیقی صلاحیت سے متصف تصنیفات سے اردو ادب کے قاری اور ناقد کو فکرِ غالب کی تفہیم کے گیان میں سہولت میسر رہے گی۔ یہ مقالہ مرزاغالب کے خطوط کی تدوین کے مراحل پر بھی بحث کرتا ہے جس سے غالب کے خطوط کی ادبی، سماجی، تہذیبی اور تاریخی اہمیت کے بارے میں رائے قائم کرنے میں آسانی میسر آتی ہے۔یہ مقالہ مرزاغالب کی نثری تخلیقات کے سرمائے کو اردو ادب کے قاری اور نقاد کے سامنے لانے کی ایک تجزیاتی سعی ہے۔

کلیدی الفاظ: مرزاغالب، برصغیر، خطوطِ غالب۔ دستبو، غدر، جنگ آزادی، انگریزی عمل داری، مسلمان، ہندوستان، فارسی ادب، ایرانی کلچر، مکتوب نگاری، مغل سلطنت

مرزااسداللہ خان غالب سے پہلے خطوط نویسی فارسی روایات واسالیب کی حامل تھی۔اول تو اردو میں مکتوب نگاری کا رواج نہیں تھا اور اگر اردو میں کوئی خط لکھتا بھی تھا تو وہ فارسی پیروی میں تکلفات بوجھل اور گراں ہوتا تھا۔مرزااسداللہ خان غالب پہلے شخص ہیں جنھوں نے اردو خطوط نویسی کو اس طرح رواج دیا کہ ان کے ہر جگہ اور بے تکلف اندازِ بیان کے اعجاز سے خطوط نویسی کو اردو میں ایک دلچسپ اور خیال افروز صنف نثر ثابت ہوئی بلکہ اردو نثر کے ارتقاء اور ترقی کا پیش خیمہ بھی قرار پائی۔غالب پہلے شخص ہیں جو اپنے خطوں میں شخصیت کو بے نقاب کرتے ہیں اور اس شخصیت کا کمال یہ ہے کہ عظمت ورفعت کے بجائے وہ انسانیت پر اعتماد کرتی ہے۔

غالب کے خطوں میں جو شخصیت سامنے آتی ہے وہ ہر حال میں اور ہر رنگ میں اپنی مثال آپ ہے وہ اپنے کلام پر فخر اور اپنی قسمت سے مایوس ہے لیکن غالب کی شاعری سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ الطاف حسین حالی نے انہیں حیوان ظریف کیوں کہا ہے۔ان کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ غالب کی طبیعت میں ظرافت کا کتنا حصہ ہے۔

یوں کہنے کو خط نگاری ایک کاروباری چیز ہے مگر بعض لوگوں نے اسے آرٹ بھی بنایا۔خط اولین مقصد ادب نہیں۔خط دراصل ایک ایسی تحریر کا نام ہے۔جس

میں کام کی باتیں صرف دو آدمیوں کے درمیان نجی حیثیت سے پیش کی جاتی ہیں خط سے زیادہ کوئی چیز ذاتی اور شخصی نہیں ہوتی۔خط نگاری گفتگو کے قائم مقام ایک چیز ہے۔ خط کاغذ کا ایک ایسا ٹکڑا ہے۔جو مکتوب نگار اور مکتوب الیہ کے درمیان رابطے کا بہترین ذریعہ بنتا ہے۔

یہ خط دونوں حضرات کے تعلق کا ایسا وسیلہ ہے۔خط گفتگو کا ایک ایسا واسطہ ہے جو میلوں کی دوری کو سمیٹ کر محض چند جملوں تک لے آتا ہے۔خط کی تحریر لکھنے والے کے قلم کی جنبش کے ساتھ اس کے اندرونی خیالات واحساسات کو اس کے مخاطب تک پہنچادیتی ہے۔اس تحریر سے نہ صرف خط لکھنے والے کی کیفیات کی ترجمانی ہوتی ہیں۔بلکہ اس کا ہر لفظ اس جذبے کی گواہی دیتا ہے۔

''خطابت و نگارش کے دائرے میں جو کچھ ہمارے سامنے آتا ہے ضروری نہیں کہ وہ ہر شخص کے محسوسات وواردات قلب یا افکار و خیالات کا واقعی صحیح مظہر ہو۔بناوٹ اور وضع داری انسان کی فطرت میں داخل ہے۔''(۱)

غالب کے خطوط میں دلی مدعا نہایت سیدھے سادے طریقے سے بیان ہوا ہے لیکن اس سادگی میں جو حُسن و تاثیر ہے وہ شاید ہی اردو کے کسی اور کے ہاں موجود ہو مرزا غالب کے بعد بہت سے لوگوں نے اس طرزِ خاص کو اپنانے کی کوشش کی لیکن انہیں کامیابی نہیں ہوئی۔گویا یہ انداز تحریر غالب سے شروع ہوا اور ان ہی کی ذات پر ختم ہو گیا۔

''میں نے وہ انداز تحریر ایجاد کیا ہے کہ مراسلہ کو مکالمہ بنایا ہزار کوس سے بیٹھے بزبان قلم باتیں کیا کرو اور ہجر میں وصال کے مزے لیا کرو۔''(۲)

مرزا اسد اللہ خان غالب کی انفرادیت ویسے بھی ہمیشہ تقلید سے گریزاں رہی ہے اور اسی جذبے نے انہیں اردو خطوط نویسی میں ایک طرزِ خاص کی ایجاد پر متوجہ کیا۔مرزا اسد اللہ خان غالب کا نثری سرمایا اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں موجود ہے۔غالب کے اس نثری سرمائے میں ذیل میں بیان کی گئی تصانیف کے علاوہ تاریخی مضامین، دیباچے تقریظیں، روزنامچہ اور خطوط وغیرہ شامل ہیں۔مرزا غالب کی نثری تصانیف کا مختصر تعارف پیشِ خدمت ہے۔

پنج آہنگ

غالب کی پہلی فارسی نثری تصنیف کا نام پنج آہنگ ہے یہ کتاب میں شروع کی گئی اور اگست ۱۷۲۹ء میں قلعہ دہلی کے مطبع سلطانی میں۔''عضد الدولہ حکیم غلام نجف خان بہادر کے اہتمام میں اس کا پہلا ایڈیشن چھپا۔''(۳)

پانچ آہنگ یہ کتاب پانچ ابواب پر مشتمل ہیں اسی لیے اس کا نام پنج آہنگ) رکھا گیا۔پنج آہنگ میں مرزا غالب نے خط لکھنے کے آداب اور طریقے بتائے ہیں۔اول باب میں آداب والقابات کے ساتھ ساتھ مختلف موقعوں پر استعمال ہونے والے فقروں اور جملوں کے متعلق بیان ہے۔دوسرے باب میں اصطلاحات، محاورات فارسی معیار اور ان کے ساتھ کئی الفاظ کے معنی تفصیل ہیں۔تیسرے باب میں استعمال کئے جانے کے لئے منتخب اشعار ہیں۔چوتھے باب میں مرزا غالب نے اپنی تقریظیں اور مختلف دیباچے شامل کئے ہیں اور آخری باب غالب کے چند خطوط پر مشتمل ہے۔

مہر نیم روز

یہ بھی فارسی زبان میں ہے۔یہ کتاب بہادر شاہ ظفر کے کہنے پر لکھنی شروع کی اور کتاب کا موضوع تاریخ خاندان تیموریہ" ہے اس کتاب کے پہلے حصے کا نام مہر نیم روز اور دوسرے حصے کا نام "ماہ نیم ماہ" جب کتاب کا نام "پرتوستان" تجویز کردہ تھا لیکن میں محض اس کا پہلا حصہ، مکمل ہوا۔اس کتاب میں امیر تیمور بادشاہ ہمایوں تک کی تاریخ لکھی گئی ہے جب کہ کتاب کے دوسرے حصے میں جلال الدین اکبر بادشاہ سے لے کر بادشاہ بہادر شاہ ظفر تک کی تاریخ لکھی جائی تھی اس کتاب کا صرف پہلا حصہ ہی مکمل ہو کر مہر نیم روز" کے نام سے شائع ہوا۔

دستنبو

یہ کتاب غالب نے ۱۸۵۷ء کے متعلق حالات واقعات پر مشتمل روزنامچہ چونکہ فارسی زبان پر مبنی ہے اس کتاب کی وجہ تصنیف انگریز حکومت سے اپنی وفاداری ظاہر کر کے

ISSN- 2709-3905
PISSN2709-3891

قلعہ سے اپنے داغ کو مٹانا تھا غالب نے اس کتاب میں اصل صورِ تحال سے نظر انداز کر کے انگریزوں کے نقطہ نظر کی حمایت کی ہے۔

''اس میں ۱۱ مئی ۱۸۵۷ء کیم جولائی ۱۸۵۸ء تک کی روداد بیان کی گئی ہے۔ یہ کتاب مطبع مفید خلائق آگرہ سے مرزاہر گوپال تفتہ، منشی بنی بخش حقیر مرزا خاتم علی اور منشی شیو نرائن آرام کی زیر نگرانی نومبر ۱۸۵۸ء کو شائع ہوئی۔''(۴)

اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ کہ یہ کتاب خالص فارسی زبان میں لکھی گئی ہے اور اس کتاب میں عربی زبان کا ایک لفظ شامل نہیں۔ غالب کے نثری میں یہ بہترین کتب میں شمار ہوتی ہے۔

نسخہ حمیدیہ

یہ کتاب مرزا غالب کے ابتدائی اردو کلام کا مجموعہ جسے وہ قلم انداز کر چکے تھے۔

دیوان اردو

دیوان اردو کے پانچ ایڈیشن تو مرزا کی زندگی میں شائع ہو چکے تھے اس کے بعد کئی ایڈیشن چھپے اور کئی یعنی متعدد شرحیں لکھی گئیں۔ مرزا غالب کو اردو کلام پر نہیں بلکہ مرزا کو فارسی کلام پر ناز تھا۔ لیکن غالب کو شہرت فارسی کلام کی وجہ سے نہیں بلکہ اردو کلام کی وجہ سے ملی۔ جسے وہ بیرنگ "کہتے تھے۔

سبد چین

مرزا غالب کی اس مختصر مجموعہ فارسی کلام اور دیگر کلیات جو درج کرنے سے رہ گئے تھے اس میں شامل ہیں یہ مجموعہ ۱۸۶۷ء میں سبد چین کے عنوان سے شائع ہوا۔

باغ دودر

یہ مرزا غالب کے اشعار کا آخری شعری مجموعہ ہے جو ابھی تک نہیں چھپی۔

عودِ ہندی

یہ مرزا اسد اللہ خان غالب کے اردو خطوط کا وہ مجموعہ ہے جو غالب کی وفات سے صرف چار ماہ پہلے میرٹھ سے شائع ہوا۔

اُردوئے معلی

اس کے دو حصے ہیں پہلا حصہ مارچ 1869 میں شائع ہوا یہ بھی اردو خطوط کا مجموعہ ہے۔ اور اس کا دوسرا حصہ جو خطوط حصہ اول میں شامل نہیں ہوئے تھے وہ بھی دوسرے حصے میں شامل کر کے خواجہ الطاف حسین حالی نے اسے مرتب کر کے مطبع مجتبائی کے سپرد کر دیا تھا تو دونوں حصے بشمول. حصہ اول ۱۸۹۹ء میں شائع ہوئی۔

''منشی بنی بخش حقیر کے نام غالب کے 643 خطوط اور ان کے صاحب زادے منشی عبداللطیف کے نام ایک خط پر مشتمل مجموعہ غالب کے نامور شاگرد میرن صاحب کا مرتب تھا جسے ان کے نواسے آفاق حسین آفاقی نے ۱۹۳۹ء میں ادارہ نادرات کراچی سے شائع کیا۔''(۵)

متفرقاتِ غالب

اس کتاب میں کچھ خطوط، کچھ نظمیں اور مثنوی کے اشعار شامل ہیں یعنی یہ مرزا کے فارسی نظم اور فارسی نثر پر مشتمل ہیں۔

نادر خطوط غالب:

مرزا غالب کے ستائیس مکاتیب کا مجموعہ جو کرامت حسین کرامت ہمدانی بہاری صغیر بلگرامی اور صوفی میری کو لکھے گئے تھے۔

قاطع برہان

یہ بھی غالب کی فارسی تصنیف ہے۔ اس میں غالب نے محمد حسین بن خلف تبریزی برہان قاطع تھی اس کتاب میں غالب نے غلطیوں کی نشان دہی کی ہے اس کتاب میں

غالب کا لہجہ نہایت سخت اور تنقیدی رہا جس کے باعث مخالفوں کا ایک طوفان کھڑا ہو گیا لیکن غالب نے ان مخالفتوں کے جواب میں کئی رسالے لکھے جنمیں تیغ تیز لطائف " نامہ غالب "دافع تذیان اور اپنے دوست کے نام سے سوالات عبدالکریم" وغیرہ شامل ہیں۔اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ۱۸۶۸ء میں چھپا جب اس کا حصہ یعنی ایڈیشن درفش کاویانی" کے نام سے چھپا۔

مکاتیبِ غالب

نواب یوسف علی خان بہادر اور نواب کلب علی خان بہادر فرمان روایات رام پور کے نام ۱۱۷ خطوط پر مشتمل مجموعہ مکاتیب غالب کے نام سے ۱۹۳۷ء میں بمبئی سے شائع ہوا۔

قادر نامہ

یہ کتاب غالب نے عارف کے بچوں کے لئے آٹھ صفحہ کا مختصر سالہ تصنیف کیا ہے اس میں خالق باری کی طرز پر فارسی لغات کا مفہوم اردو میں واضح کیا ہے۔

گلِ رعنا

یہ بھی اردو اور فارسی کلام کا مرتبہ انتخاب ہے۔یہاں تک مرزا اسداللہ خان غالب کے تمام مکاتیب کا ذکر کیا گیا جو انہوں نے شاعری اور نثر کے حوالے سے لکھے ہیں اب یہاں پر صرف مکاتیب یا نثری کتابوں کا ذکر کرتے ہیں۔ جو انھوں نے لکھے ہے۔کچھ یوں ہے۔(۱) عود ہندی (۲ اردوئے معلی نکات واقعات غالب (۳) لطاف غیبی (٦) نامہ غالب۔

تیغ تیز

غالب کے ان نثری سرمایہ میں عود ہندی واحد علمی وادبی سرمایہ ہے جو غالب کی زندگی میں شائع ہوا اور مرزا صاحب کے اپنے شاگرد تھے۔جو اپنے استاد کے نہ چاہتے ہوئے بھی خطوط کا مجموعہ چھپانے میں کامیاب ہوگئے۔ خطوط کا یہ مجموعہ نومبر کے درمیان یعنی ء میں منشی شیو نرائن نے جو اگرے میں ایک مطبع کے مالک اور مرزا اسداللہ خان غالب کے شاگرد بھی تھے انھوں نے غالب کے اردو خطوط کا مجموعہ چھپائے کا ارادہ کیا لیکن غالب کیلئے یہ بھی بالکل قطعی نئی اور زائد بات تھی۔ مرزا غالب نے اس تجویز کی بھرپور مخالفت کرتے ہوئے واضح الفاظ میں منشی شیو نرائن آرام کو لکھا۔

"اُردو کے خطوط جو آپ چھاپا چاہتے ہیں، یہ بھی زائد بات ہے کوئی رقعہ ایسا ہوگا کہ جو میں نے قلم سنبھال کر اور دل لگا کر لکھا ہوگا، ورنہ صرف تحریر سرسری ہے۔اس کی شہرت میری سخنوری کے شکوہ کے منافی ہے۔اس سے قطع نظر کیا ضرور ہے کہ ہمارے آپس معاملات اوروں پر ظاہر ہوں خلاصہ یہ کہ ان رقعات کا چھاپا میرے خلاف طبع ہے۔"(٦)

خطوط چھاپنے کی خواہش صرف منشی شیو نرائن کی نہیں تھی بلکہ اس میں اس کے ساتھ منشی ہر گوپال تفتہ بھی شریک تھے اور دونوں کی بہت زیادہ خواہش تھی کہ یہ خطوط ضرور چھاپنے چاہیئے اسی طرح ۲۰ نومبر ۱۸۵۸ کے ایک اور خط میں جو مرزا غالب نے شیو نرائن اور بر گوپال تفتہ کو لکھا:

"رقعات چھاپے جانے کی ہماری خوشی نہیں ہے لڑکوں کی سی ضد نہ کرو اور اگر تمہاری اسی میں خوشی ہے تو صاحب مجھ سے نہ پوچھو "تم" کو اختیار ہے۔یہ امر میرے خلاف رائے ہے"۔(٧)

ان خطوط سے ان دور کی زبان اور اس وقت کے لب ولہجہ کا پتہ چلتا ہے کیونکہ مرزا غالب اسلوب اور مزاج کے اعتبار سے منفرد خصوصیات کے حامل ہیں۔ جو اس دور میں عام رائج یعنی غالب کے خطوط میں قافیہ پیائی اور اس کے ساتھ عبارت آرائی ہے لیکن غالب کی زبان ان مشکل موضوعات کو آسان اور شگفتہ اسلوب کی بناپر جاذب نظر بنا دیتی ہے۔وہ مشکل سے مشکل مسائل کو بھی رنگین اور پرکاری سے پیش کرتے ہیں اور یہی چیز غالب ان کی اردو نثر کو با کمال بنا دیتی ہے۔

عودِ ہندی

عود ہندی مرزا غالب کے خطوط کا پہلا مجموعہ ہے جو مرزا غالب کی وفات سے چند ماہ پہلے شائع ہوا تھا۔اس کتاب کی ایک ایڈیشن ہندوستان سے شائع ہوئی اور دو ایڈیشن

ISSN- 2709-3905
PISSN2709-3891

پاکستان میں چھپ کر منظر عام پر آ چکی ہے۔ یہ واحد مجموعہ تھا جو غالب کی زندگی میں پہلی مرتبہ شائع ہوا اور آخری مجموعہ بھی تھا کیونکہ مرزا غالب اس مجموعہ کی اشاعت کے بعد زندہ نہیں رہے۔ ڈاکٹر بادشاہ منیر بخاری، لکھتے ہیں:

''خطوں کا پہلا مجموعہ عودِ ہندی 27 اکتوبر 1868ء کو غالب کی زندگی میں شائع ہوا۔ یہ دن صرف غالب کی سوانح نگار اور نقادہی کے لیے خاص اہمیت نہیں رکھتا بلکہ تاریخ نثر اردو میں ایک بڑے انقلاب کی خبر دیتا ہے۔ جو اسباب انیسویں صدی کے شروع میں اردو نثر کے ظہور اور اس صدی کے نصف آخر میں اس کی ترقی کا عظیم الشان اور مقبول عام کتاب کی اشاعت میں نمایاں حصہ لیا۔''(۸)

اُردوئے معلیٰ

یہ خطوط غالب کا دوسرا مجموعہ ہے۔ یہ پہلی دفعہ ۲۱ قعدہ ۱۲۸۷ رہ۔ بمطابق ٦ مارچ 1869ء میں اکمل المطابق دہلی سے شائع ہوا۔ غالب کے دوسرے مجموعے کا زیادہ تر جمع وتدوین کا کام غالب کی زندگی میں عمل میں آیا اور اس کا بڑا اطباعت ان کی زندگی میں انجام پایا تھا لیکن کتابی صورت میں یعنی باقاعدہ کتابی صورت غالب کے وفات کے بعد ممکن ہوا۔ عودہندی کا کام غالب کی نظر سے بہت دور اور سست روی سے ہوا تھا اسی صورت میں دوسرے مجموعے کا کام جتنا جلدی ہوسکے غالب اس کے حق میں تھے۔ ایک جگہ منشی غلام غوث بے خبر کو لکھتے ہیں۔

''اجی حضرت یہ منشی ممتاز علی خان کیا کر رہے ہیں؟ رقع جمع کیے اور نہ چھپوائے فی الحال پنجاب احاطہ میں ان کی بڑی خواہش ہے۔ جانتا ہوں کہ وہ آپ کو کہاں ملیں گے آپ ان سے کہیں مگر یہ تو حضرت کے اختیار میں ہے کہ جتنے خطوط آپ کو پہنچے ہیں وہ سب یا ان سب کی نقل بطریق پارسل آپ مجھ کو بھیج دیں جی یوں چاہتا ہے کہ اس خط کا جواب وہی پارسل ہو۔''(۹)

یہ تو تھا غالب کا پہلا حصہ جو 1869 میں شائع ہوا تھا پھر جب دوسرا حصہ بھی تیار ہو گیا تو مولانا الطاف حسین حالی نے دونوں کو ملا کر ایک ساتھ جاری کیا لکھتے ہیں۔

''اردوئے معلی (حصہ اول کی اشاعت کے تیس (۳۰) برس بعد ۱۸۹۹ء میں مولانا الطاف حسین حالی نے اردوئے معلی (حصہ دوم) کے عنوان سے خطوط غالب کا ایک اور مسودہ فراہم کیا جسے اردوئے معلی (حصہ اول) سمیت ایک ہی جلد میں شائع کیا''۔(۱۰)

یہ رسالہ جس شخصیت نے جاری کیا تھا۔ وہ خود اس رسالے کے بارے میں جو اضافہ کیا گیا ہے۔ عبدالاحد مالک مطبع مجتبائی اس مجموعے کی تدوین اور اشاعت کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''اس حصے میں خاص کر وہ رقعات ہیں جن میں انھوں (غالب) نے لوگوں کو اصلاحیں دی ہیں، یا شاعری کے متعلق کوئی ہدایت کی ہے، یا کوئی نکتہ بتایا ہے، اور بعض کتابوں کے دیباچے اور ریویو بھی ہیں''۔(۱۱)

1899ء کے بعد اردوئے معلی کے دونوں حصے ایک ساتھ شائع ہوتے رہے اور آج تک سلسلہ جاری ہے۔ پاکستان میں اردوئے معلی کی دو اشاعتیں ابھی تک عمل میں آئی یہ ہیں پاکستان میں اس کی پہلی اشاعت لاہور سے ہوئی لاہور اکیڈمی والوں کی بہت زیادہ محنت اور کوشش کے باوجود بھی اس میں کچھ غلطیاں ہیں۔

''جنوری ۱۹۶۳ میں یہ مجموعہ پہلی مرتبہ لاہور اکیڈمی لاہور سے شائع ہوا۔ صفحات کی تعداد ۲۰۰ ہے "حرف" آغاز مرزا ادیب کا تحریر کردہ ہے، اس میں انہوں نے اولاً غالب کے مختصر سوانح حیات پیش کیے ہیں اور بعد ازاں خطوط کے حوالے سے غالب کی شخصیت اور ان کی نثری حصوصیات کا جائزہ لیا ہے''۔(۱۲)

اردوئے معلی یعنی خطوط غالب کی دوسری اشاعت بھی لاہور سے ہوئی یہ مجموعہ تین جلدوں پر مشتمل ہیں بحیثیت مجموعی تین جلدیں بڑی مہارت اور انتہائے محققانہ انداز سے شائع کیے ہیں۔ ڈاکٹر شکیل پتافی لکھتے ہیں:

''سید مرتضی حسین فاضل لکھنوی نے یہ مجموعہ تین جلدوں میں مرتب کیا جسے مجلس ترقی ادب نے لاہور سے شائع کیا۔ پہلی دو جلدیں غالب صیدی کے موقع پر ۱۹۳۹ء

میں شائع ہوئیں جب کہ تیسری جلد ایک سال بعد انیس سو ستر میں شائع ہوئی"۔(۱۳)

سیاسی، سماجی اعتبار سے مغلوں کا زمانہ زوال وانحطاط کا زمانہ تھا۔ لیکن اس زمانے میں ان سب کچھ کے باوجود دلی میں علم وادب کی محفلیں جم رہی تھی اور کچھ شعراء تو خراب حالات کی وجہ سے ہجرت پر مجبور ہو گئے تھے لیکن اس کے باوجود پھر مرزا غالب، استاد ابراہیم ذوق حکم مومن خان مؤمن شیفتہ کی وجہ سے ادبی محفلوں میں گرمی باقی رہ گئی اور ان علمی محفلوں کے چرچے پھر سے نظر آنے لگے۔ بہت سے باکمال اور علم وادب سے ذوق رکھنے والے ابھی دلی میں باقی تھے جن کی وجہ سے دلی کے محفلیں جم رہی تھی۔

ان میں مولانا اسماعیل شہید مولانا سید احمد بریلوی نواب صدر الدین خان آزردہ مولانا فضل حق خیر آبادی، امام بخش صہبائی اور نواب مصطفی خان شیفتہ وغیرہ نے دلی میں علم وعمل کی فضا پیدا کر دی تھی۔ یہ تمام شخصیات اپنی اندر ایک تحریک تھی اور ہر ایک کے اندر ایک اجتہادی شان نظر آتی ہے۔

مرزا اسد اللہ خان غالب بھی ان میں ایک اہم شخصیت تھے۔ غالب کی خصوصیت یہ ہے کہ صرف شاعری میں ان کا مقام اعلی ارفع نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اردو نثر میں وہ ایک منفرد اسلوب کے مالک ہے ان حوالے سے وہ ہمارے نظم ونثر میں منفرد مقام کے حامل ہیں۔ مرزا اسد اللہ خان غالب سے پہلے اردو نثر میں دو مستقل اسلوب موجود تھے ایک بالکل سادہ آسان اور عام فہم انداز جس کو فورٹ ولیم کالج کی کتابوں میں پیش کیا گیا ہے فورٹ ولیم کالج یہ ادارہ ڈاکٹر گل کرسٹ کے زیر اثر قائم ہوا لیکن اس سے پہلے بھی کچھ کتابیں ایسی تھیں جن پر علماء فضلا نے کام کیا ہے۔ غلام رسول مہر لکھتے ہیں:

"مثلاً بائیبل کا وہ اردو ترجمہ جو رام پور میں چھپا شاہ عبد القادر محدث اور شاہ رفیع الدین محدث کے تراجم قرآن، شاہ اسماعیل شہید کی تقویت الایمان جو میرے اندازے کے مطابق ۱۸۱۸ء اور ۱۸۲۰ء کے درمیان لکھی گئی"۔(۱۴)

یہ تمام کتابیں ایسے انداز سے لکھی گئی جو ایک عام قاری بھی اس کو آسانی سے پڑھ سکتا تھا اور اس طرح اردو کی وجہ سے ایک عام شخص بھی دینی مسائل، اسے آگاہ ہو جاتا تھا اسی طرح سادہ اور آسان اور عام فہم اسلوب تحریر کو تقویت ملی اس دوران انشاء اللہ خان انشاء نے دریائے لطافت بھی لکھی اس کتاب کا انداز تحریر بھی بہت آسان اور سلیس تھا، لیکن اس کے ساتھ مشکل عبارت بھی تحریر ہوتا تھا جو صاحب ذوق اور اہل علم حضرات تھے یہ انداز ان کا تھا کیونکہ وہ معمولی بات کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنے کے ماہر ہوتے ہیں یہ انداز تحریر فارسی کا تھا۔

جو کئی صدیوں سے ہندوستان میں رائج تھا اس میں سجانے کے بعد نمائش پر زیادہ زور دیا جاتا۔ آسان اور رواں نثر لکھنے والوں میں ایک خوش قسمت مرزا غالب بھی تھے جنہوں نے اپنے خطوں میں وہ انداز اختیار کیا جو آج تک نہ کسی سے ہو سکا اور کر پائے گا۔ غالب سے پہلے فارسی زبان میں خطوط کمال پر پہنچ چکی تھی۔ فارسی خطوط میں نئی نئی تراکیب اور نئے نئے استعاروں سے عبارت کو مشکل بنانا تھا یہ ان لوگوں کا شیوہ تھا صرف اپنے علم وفضل کی نمود مقصود تھی اس طرح اس وقت کے لوگوں نے اپنے جملوں کو اور نمائیشی انداز تحریر ان الفاظ بوجھل بنایا۔

اللہ تعالی نے ان لوگوں کو الفاظ استعمال کرنے کے خاص جوہر عطا کئے تھے کیونکہ وہ معمولی سے معمولی الفاظ کو بھی بڑے دلچسپی اور دلاویزی سے پیش کرتے۔ کئی برس تک یہ لوگ اس مقام پر فائز تھے ان کا بعد اس سر زمین پر بڑے بڑے ادیب پیدا ہوئے جن کا علمی سرمایہ ہمارے لئے قابل قدر سرمایہ ہیں ان شخصیات میں سے اکثر کے مکاتیب بھی چھپ چکے ہیں۔

خطوط غالب کی تدوینی مراحل

اردو کا پہلا خط غالب نے کب اور کسے لکھا ابھی تک کوئی ٹھوس ثبوت نہیں مل سکا لیکن غالب کے خطوط میں موجود اشاروں اور کتابوں سے چند لوگوں نے غالب کی اردو خطوط نگاری کے تاریخ کے بارے میں قیاس کیا ہے۔

ڈاکٹر سید معین الرحمن لکھتے ہیں۔

"غالب کے دستیاب اردو خطوں میں قدیم ترین خط ۱۸۳ء کا ہے یہ غالب کے ممدوح والی فرخ آباد نواب تجمل حسین خان کے نام ہے اور اکتوبر ۱۹۷۵ سرہ میں غالب کی اکیس نئے فارسی، اردو خطوط کے ایک مجموعے کے ساتھ الہ آباد سے پہلی بار ہاتھ آیا ہے۔"(۱۵)

خطوط غالب کے حوالے سے اہم کام جس شخصیت نے کیا وہ ہے مولانا الطاف حسین حالی کی یادگار غالب جو تقریباً تمام اہم معلومات اس کتاب سے لوگ حاصل کرتے ہیں۔ اردو زبان خط لکھنے کے بارے میں جب سے مرزا غالب نے لکھنا شروع کیا۔ مولانا حالی لکھتے ہیں:

"میں معلوم ہوتا ہے کہ مرزا ۱۸۵۰ء تک ہمیشہ فارسی میں خط و کتابت کیا کرتے تھے مگر سنہ مذکورہ میں جب کہ وہ تاریخ نویسی کی خدمت پر مامور کئے گئے اور ہمہ تن میر نیمروز کے لکھنے میں معروف ہوگئے اس وقت بضرورت ان کو اردو میں کتابت کرنی پڑی ہوگی۔ اس لیے قیاس چاہتا ہے کہ انھوں نے غالباً ۱۸۵۰ء کے بعد سے اردو زبان میں خط لکھنے شروع کئے ہیں۔"(۱۶)

1850ء سے پہلے غالب فارسی زبان میں خط لکھتے تھے ۵۰ء کے بعد انھوں نے اردو زبان میں خط لکھنے شروع کیے اگر دیکھا جائے تو مولانا حالی کا جو بیان ہے اب سے تقریباً ۸۰، ۹۰ سال پہلے کا ہے ان اسی نوے برسوں میں محض اتنا اضافہ ہوا کہ مرزا غالب نے ۱۸۵۰ء کے بعد اردو میں خط لکھنے کے بجائے ۵۰ سے کوئی چار سال پہلے اردو میں خطوط نویسی کی ابتداء کی۔ غالبیات پر تحقیق کرنے والے جتنے بھی حضرات موجود ہے یا جنہوں نے غالب پر کام کیا ہے تمام کی رائے یہ ہیں کہ غالب نے ۱۸۵۰ء سے پہلے بھی اردو میں خط لکھے ہونگے لیکن اس وقت اردو کا رواج اتنا عام نہ تھا۔ مولانا غلام رسول مہر لکھتے ہیں:

"معلوم ہوتا ہے کہ اس سے بیشتر بھی مرزا حسب ضرورت اردو میں خط لکھتے رہے ہوں گے، اگرچہ وہ نہ رہ سکے بہر حال صحیح یہی ہے کہ جب تک اردو کا رواج کم تھا مرزا زیادہ تر فارسی میں خط و کتابت کرتے رہے۔"(۱۷)

یہاں تک تو تھی یادگار غالب کی بات کہ مولانا حالی کے بقول غالب ۱۸۵۰ء کے بعد اردو میں خط لکھنے شروع کیے لیکن حالی کے بعد بھی لوگوں نے غالب کے خطوط پر کام جاری رکھا اور وہ اس نتیجے پر پہنچ گئے کہ غالب نے سنہ ۱۸۴۷ سے لکھنا شروع کیا تھا۔ اب مرزا اسداللہ خان غالب پر جن شخصیات نے کام کیا ہے وہ مختصر ذکر کرتے ہیں۔ ان میں پہلا نام مولانا امتیاز عرشی کی ہے۔ مولانا عرشی کی کتاب مکاتیب غالب جو ۱۹۳۷ء میں شائع ہوئی۔ مولانا عرشی لکھتے ہیں:

"خطوں کا جواب دینے میں مرزا صاحب بہت باضابطہ تھے وہ یوں تو ہر خط کا جواب فوراً لکھتے اور غیر اختیاری عذر کے علاوہ کسی اور عذر کے پیش کرنے کا کبھی موقع نہ آنے دیتے۔ لیکن ضروری وجواب طلب خط کے جواب میں بیحد جلد بازی سے کام لیتے تھے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ یہ جانتے ہوئے کہ اب ڈاک کا وقت گزر چکا ہے جواب لکھ لیتے اور مکتوب الیہ کو بتا دیتے کہ اس مجبوری کے سبب آج خط سپرد ڈاک نہ ہو۔"(۱۸)

خطوط کی طباعت کی ممانعت کے بارے میں مرزا کا جو خیال تھا کہ کہیں ایسا نہ ہوا کہ میرے فارسی کلام کے بجائے اردو کلام کو پڑھنا شروع کرے اور دوسری بات یہ تھی کہ جو خطوط میں نے لکھے ہیں وہ طباعت کے قابل نہیں، وہ خود لکھتے ہیں:

"علاوہ ازیں انہوں نے اردو مراسلت کاوش پژوھی سے بچنے کے لیے شروع کی تھی اور اس وجہ سے کبھی قلم سنبھال کر اور دل لگا کر کوئی خط نہ لکھا تھا۔ ان یاران باصفا کی تجویز منظور کر لینے میں خطرہ ہوا کہ کہیں کمال انشای فارسی کے مداح اردو نثر دیکھ کر شکوہ سخوری پر نکتہ چینی نہ کرنے لگیں اور اردو کا یہ پھیکا پکوان فارسی کی اونچی دکان کی شہرت پر دھبا نہ لگا دے"۔(۱۹)

خطوط غالب پر پہلا اہم کام مولانا امتیاز علی عرشی کا ہے اور ان کی توجہ ہی ان خطوط کو منظر عام پر لانے میں کامیاب ہوئی۔ ان کے خطوط کا پہلا ایڈیشن ۱۹۳۷ء میں مطبع سے شائع ہوئی اس کے بعد مکاتیب غالب کے کوئی چھ ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

نادرات غالب یہ کتاب منشی نبی بخش حقیر اور ابن حقیر کے نام جو خطوط تھے انہوں نے غالب کے نئے خطوں کا یہ مجموعہ میرن صاحب اور میر مہدی مجروح نے اشاعت کرنے کی غرض سے فراہم کیا لیکن وہ یہ نادرات نامی کتاب یا مجموعہ شائع نہ کر سکے۔ خطوط غالب یہ کتاب مہیش پرشاد کی مرتبہ ہے اور یہ پہلی مرتبہ ۱۹۳۱ء میں

ہندوستانی اکیڈمی یوپی الہ آباد سے یہ مجموعہ شائع کیا اور اس کتاب پر نظر ثانی کا ڈاکٹر عبدالستار صدیقی نے سرانجام دی۔

"خطوط غالب کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۶۲ء میں انجمن ترقی اردو ہند علی گڑھ نے شائع کی اسرء لکھا ہوا ہے۔اس کا بارے میں ڈاکٹر سید معین الرحمن غالب کا علمی سرمایہ میں کہتے ہیں۔۱۹۶۳ اور غلطی سے ۱۹۶۲ء کے بجائے "خطوط غالب مرتبہ مہیش پرشاد کا ایک نیا ایڈیشن انجمن ترقی اردو ہند علی گڑھ سے ۲۲/۸۱۸ سائز کے ۳۳۸ صفحات پر مشتمل، آل احمد سرور کے تعارف" کے ساتھ شائع ہوا جس پر سال اشاعت ۱۹۶۲ء درج ہے لیکن سرور صاحب کی تعارفی تحریر کے آخر میں ۲۰ مارچ ۱۹۶۳ء کی تاریخ ثبت ہے"۔(۲۰)

مہیش پرشاد کی تمام اشاعتوں میں جمع کردہ خطوط کی تعداد ۵۲۸ ہیں جن کی تفصیل اس نے اپنی کتاب میں دی ہے۔ کہ ہر آدمی کو کتنے خطوط لکھے تھے اس کی پوری تفصیل دی ہے۔ خطوط غالب پر تیسرا بڑا کام غلام رسول مہر کا ہے جو خطوط غالب" کے نام سے دو حصوں پر مشتمل مجموعوں کی شکل میں شائع ہو چکی ہے خطوط غالب کا پہلا حصہ ء میں شائع ہوا ہے اور دوسرے حصے پر سن اشاعت نہیں لکھا لیکن کتاب کے اندر صفحہ ۳۳۵ پر فروری ۱۹۵۲ء کا حوالہ دیا ہے۔ جس سے ہم یہ اخذ کر سکتے ہیں کہ کتاب کا دوسرا حصہ مذکورہ تاریخ کے بعد کسی وقت شائع ہوا ہو گا۔ مولانا غلام رسول مہر لکھتے ہیں:

"اس مجموعے میں مرزا غالب کے وہ تمام خطوط آگئے ہیں جن کا مرتب کو سراغ مل سکا۔ صرف دو مجموعوں کو چھوڑا گیا۔ ایک مکاتیب رامپور کا مجموعہ دوسرا منشی بنی بخش حقیر کا نام خطوط کا وہ مجموعہ جو نادرات غالب" کے نام سے چھپا۔ تمام خطوط تاریخ وار مرتب کر دیئے گئے ہیں جن خطوں پر تاریخیں ثبت نہیں تھیں ان کے بارے میں داخلی شہادتوں کی بنا پر قیاسان فیصلہ کیا گیا کہ وہ کس زمانے کے ہوں گے۔ تمام مکتوب الیہم کے حالات لکھ دیئے گئے ہیں تاکہ مرزا غالب کے ساتھ ان کے تعلق کی حیثیت واضح ہو جائے۔"۔(۲۱)

خطوط غالب غلام رسول مہر نے خطوط غالب کے کئی ایڈیشن شائع کی پر نئی ایڈیشن میں کوئی نہ کوئی اضافہ ضرور کیا گیا ہے۔ خطوط غالب کے جلد چہارم جو کہ ۱۹۶۸ شائع ہوئی اس میں نئے اضافوں کے بارے میں غلام رسول مہر لکھتے ہیں:

"خطوط غالب کا یہ چوتھا ایڈیشن ہے۔اس میں ان خطوط کی بھی خاصی بڑی تعداد شامل کر دی گئی ہے۔ جو پہلے ایڈیشنوں کے وقت دستیاب نہیں ہو سکے تھے۔ تصحیح اور ترتیب و تحلیہ کے اہتمام میں بھی حتی الامکان کوئی دقیقہ سعی اٹھا نہیں رکھا گیا لہذا اگر میں گزارش کروں کہ اب کتاب سابقہ ایڈیشنوں کے مقابلے میں زیادہ مکمل و جامع ہے۔ تو شاید وہ ستائش پر محمول نہ ہو، بعض خطوط بروقت ہاتھ نہ آسکے اور تکمیل کتابت کے بعد ملے، انہیں مجبوراً ضمیمے میں درج کیا"۔(۲۲)

مرزا غالب کی صد سالہ برسی پر فروری 1969ء میں بھی مجلس یادگار غالب دو جلدوں پر شائع کی، اس کے علاوہ غلام رسول مہر نے "غالب" نامی کتاب بھی مرزا غالب کی پیدائش سے لے کر آخری وقت کے تمام احوال پر مبنی ہے یہ کتاب غالب انسٹی ٹیوٹ نئی دہلی سے شائع ہوئی ہے۔ غالب کی نادر تحریریں یہ کتاب ڈاکٹر خلیق انجم کی لکھی ہوئی ہے۔ مرزا غالب کی مختلف خطوط ورسائل یا دوسرے میگزین میں ان کی وفات کے بعد شائع ہوئی۔ جو مختلف رسالوں میں بکھرے پڑے تھے ان کو اچھے طریقے سے اکھٹا کر کے ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ نادر تحریریں میں وہ خطوط شامل کر دیئے گئے جو اس سے پہلے کسی بھی مجموعے میں شامل نہیں تھے۔ ڈاکٹر سید معین الرحمن لکھتے ہیں:

"مرتب نے دو تین خطوط بوجوہ ایسے ضرور اس مجموعے میں شامل کر لیے ہیں۔ جو "خطوط غالب مرتبہ مہیش پرشاد اور خطوط غالب مولانا غلام رسول مہر میں آگئے ہیں۔ ماخذ کا حوالہ ہر جگہ درج کیا ہے۔ اخیر میں مفید اور قیمتی حواشی لکھے گئے ہیں اور خطوط کو تاریخ وار ترتیب دیا گیا ہے۔"۔(۲۳)

نادر خطوط غالب (جعلی) خطوط غالب کا یہ نادر مجموعہ سید محمد اسماعیل رسا ہمدانی گیاوی کی کوششوں کا نتیجہ ہے اس میں شامل ستائیس خطوط کا ذکر ملتا ہے۔

یہ مجموعہ جعلی خطوط پر مشتمل ہیں سب سے پہلے ان جعلی خطوط کے بارے میں مالک رام لکھتے ہیں:

”مرتب نے مطبوعہ خطوں کے ٹکڑے ادھر ادھر سے جمع کر کے یہ خط تیار کر لیے ہیں، ورنہ مرزا نے کبھی یہ، ان کے پرداداجناب کرامت ہمدانی مرحوم کے نام نہیں لکھے تھے۔“(۲۴)

خط یعنی ستائیس خطوط میں مرزا غالب کا صرف ایک خط اصلی ہے باقی تمام یعنی چھبیس، جعلی ہیں۔ ان جعلی خطوط کے بارے خود رسا ہمدانی نے ان خطوط کے مقدمے میں ان حالات کا ذکر اس طرح کیا ہے کہ وہ ان خطوط کو پہلے کیونکہ نہ شائع کر سکے اور اب انہوں نے ان کو شائع کرنے کا ارادہ کیا ہے۔

”بات یہ تھی ۱۹۱۸ء میں میرے دادا سید شاہ علی حسین ہمدانی المتخلص بہ عالی کا انتقال ہو گیا اور یہ نادر خطوط غالب "ان کے دیگر ملفوظات کے ساتھ ان کے بکس میں بند رہے۔ جون ۱۹۳۱ء میں مجھے غالب کے غیر مطبوعہ خطوط شائع کرنے کا خیال پیدا ہوا "ندیم" اور "ساقی" کے ایڈیٹروں نے بڑے اصرار سے دو چار خطوط مجھ سے لے کر ندیم" اور "ساقی" میں شائع کیے۔ اس کے بعد کثرت مشاغل کی وجہ سے میں پھر دوسرے کاموں کی طرف متوجہ ہو گیا اور یہ خطوط کتابی صورت شائع نہ ہو سکے۔ دسمبر ۱۹۳۸ء سے میرے محترم دوست پیارے لال شاکر میرٹھی میرے سر ہو گئے۔“(۲۵)

نادر خطوط غالب پر تمام ماہرین غالب نے کچھ نہ کچھ ضرور لکھا رسا ہمدانی نے عود ہندی اور اردوئے معلی سامنے رکھ خطوط میں سے کچھ عبارتیں نکال کر مرتب کیا ہے جو سرے سے یہ ثابت نہیں ہوا کہ یہ غالب کے خطوط ہیں یہ جعلی خطوط کے بارے میں امتیاز علی عرشی فرہنگ غالب میں لکھتے ہیں۔

”یہ کتاب جعلی خطوط کا مجموعہ ہے، لیکن یہ جعلی عبارت میں نہیں، مکتوب الیہ کے متعلق عمل میں آیا ہے، عبارت، غالب ہی کے مطبوعہ خطوط کا تار و پود سے بنی ہے“۔(۲۶)

غالب کے خطوط: ڈاکٹر خلیق انجم کے مرتبہ ہے۔ موجودہ زمانے میں سب سے اعلیٰ اور محتاط محقق اگر غالب کے حوالے سے کوئی ہے تو وہ ڈاکٹر خلیق انجم ہی ہے۔ ڈاکٹر خلیق انجم نے مرزا غالب کے تمام اردو خطوط کو پانچ جلدوں میں سائنٹی فک طریقے سے اایک تنقیدی ایڈیشن شائع کیا ہے جسے غالب انسٹی ٹیوٹ نے نئی دہلی نے شائع کیا ہے۔ غالب کے خطوط کی پہلی جلد 1983ء دوسری 1985ء تیسری 1987ء چوتھی چاروں جلدیں غالب انسٹی ٹیوٹ نئی دہلی نے شائع کی ہے جبکہ آخری جلد یعنی جلد پنجم انجمن ترقی اردو پاکستان گلشن اقبال کراچی نے ۲۰۰۰ء سے شائع کیا۔ ڈاکٹر خلیق انجم لکھتے ہیں:

”غالب کے خطوط میں جن لوگوں، کتابوں، اخباروں اور مختلف مقاموں کا ذکر آیا ہے، ان پر جہانِ غالب "کے عنوان سے حواشی لکھے گئے ہیں غالب کے خطوط میں جتنے بھی فارسی اور اردو اشعار یا مصرعے نقل ہوئے ہیں ان کا اشاریہ ترتیب دیا گیا ہے۔ مکتوب الیہ کے حالات جہان غالب، کتابیات اشعار کا اشاریہ اور متن کا اشاریہ آخری جلد میں شامل کیے گئے ہیں“(۲۷)

مرزا غالب کے خطوط کے مجموعے عود ہندی، اردوئے معلی، عرشی کی لکھی ہوئی کتاب مکاتیب غالب نادرات غالب آفاق حسین دہلوی اوڈاکٹر خلیق انجم کی نادر تحریریں شامل کر لیے ہیں جس میں خطوط غالب کے زیر نظر تنقیدی ایڈیشن میں کم و بیش وہ تمام خطوط ہیں جو مختلف رسالوں یا کسی اور مضمون میں چھپتے رہے اور غالب کے کسی مجموعے میں شامل نہیں تھے۔

حوالاجات

1 فاضل لکھنوی، مقدمہ، اُردوئے معلی، حصہ اول، لاہور 1949، ص 7
2 فاضل لکھنوی، مقدمہ، اُردوئے معلی، ص 37
3 امتیاز علی عرشی، مولانا، مکاتیب غالبؔ، مکتبہ قیمیہ، ممبئی، 1937، ص 180
4 شکیل پتافی، ڈاکٹر، پاکستان میں غالبؔ شناسی: بیکن بکس غزنی سٹریٹ، اُردو بازار لاہور، 2014، ص 179
5 شکیل پتافی، ڈاکٹر، پاکستان میں غالبؔ شناسی، ص 179
6 غلام رسول مہر، خطوطِ غالبؔ، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، 1962، ص 23
7 مکتوب عرشی، بنام ڈاکٹر سید معین الرحمان، مشمولہ، روزنامہ، نوائے وقت، لاہور 1975

ISSN- 2709-3905
PISSN2709-3891

8۔ بادشاہ منیر، بخاری،، غالب کے اردو، فارسی خطوط کا تاریخی، ادبی، موضوعی اور تقابلی جائزہ، غیر مطبوعہ مقالہ پی ایچ، ڈی، جامعہ پشاور، پاکستان، 2010، ص 121
9غلام رسول مہر، خطوط غالبؔ، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، 1962، ص 32
10الطاف حسین حالی، یادگار غالبؔ، مکتبہ عالیہ، اردو بازار، لاہور 1986، ص 154
11الطاف حسین حالی، یادگار غالبؔ، ص 154
12غلام رسول مہر، خطوط غالبؔ، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، 1962، ص 22
13شکیل پتافی، ڈاکٹر، پاکستان میں غالب شناسی، ص 181
14غلام رسول مہر، خطوط غالبؔ، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، 1962، ص 62
15سید معین الرحمان، ڈاکٹر، غالبؔ کا علمی سرمایہ، وقار پبلی کیشنز لاہور، 2013، ص 197
16الطاف حسین حالی، یادگار غالبؔ، مکتبہ عالیہ، اردو بازار، لاہور 1986، ص 154
17غلام رسول مہر، خطوط غالبؔ، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، 1962، ص 62
18۔ امتیاز علی عرشی، مولانا، مکاتیب غالبؔ، مکتبہ قیمیہ، ممبئی، 1937، ص 182
19ایضاً، ص 182
20غلام رسول مہر، خطوط غالبؔ، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، 1962، ص 62
21۔ غلام رسول مہر، خطوط غالبؔ، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، 1962، ص 64
22ایضاً، ص 64
23۔ سید معین الرحمان، ڈاکٹر، غالبؔ کا علمی سرمایہ، وقار پبلی کیشنز لاہور، 2013، ص 197
24مالک رام، ذکرِ غالبؔ، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، 1950، ص 214
25سید محمد اسماعیل، نادر خطوط غالبؔ، کاشانہ ادب لکھنو، 1939، ص 75
26امتیاز علی عرشی، فرہنگ غالبؔ، مکتبہ رام پور، 1946، ص 32
27خلیق انجم، ڈاکٹر، خطوطِ غالبؔ (جلد اول)، غالب انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی، 1983، ص 12